

7

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر مبنی حرکات پر اصرار اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے کا موجب ہے

آج مسلمانوں کی بلکہ تمام دنیا کی صحیح سمت کا تعین کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو بھیجا ہے۔ اس کو پہچانیں، اس کے پیچھے چلیں اور دنیا کی اصلاح اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں گاڑنے کے لئے اس مسیح و مہدی کی جماعت میں شامل ہوں

فرمودہ مورخہ 17 فروری 2006ء (17 تبلیغ 1385 ہش) مسجد بیت الفتوح، لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں، اس سے پہلے جو دو خطبے دیئے تھے انہی کے مضمون کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا تھا۔ لیکن پھر جو نازیبا اور بیہودہ حرکت مغرب کے بعض اخباروں نے کی اور جس کی وجہ سے مسلم دنیا میں غم و غصہ کی ایک لہر دوڑی اور اس پر جو رد عمل ظاہر ہوا اس بارے میں میں نے کچھ کہنا ضروری سمجھا تا کہ احمدیوں کو بھی پتہ لگے کہ ایسے حالات میں ہمارے رویے کیسے ہونے چاہئیں۔ ویسے تو اللہ کے فضل سے پتہ ہے لیکن یاد دہانی کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور دنیا کو بھی پتہ چلے کہ ایک مسلمان کا صحیح رد عمل ایسے حالات میں کیا ہوتا ہے۔

جہاں ہم دنیا کو سمجھاتے ہیں کہ کسی بھی مذہب کی مقدس ہستیوں کے بارے میں کسی بھی قسم کا نازیبا اظہار خیال، کسی بھی طرح کی آزادی کے زمرے میں نہیں آتا۔ تم جو جمہوریت اور آزادی ضمیر کے پیہم پین

بن کر دوسروں کے جذبات سے کھیلتے ہو یہ نہ ہی جمہوریت ہے اور نہ ہی آزادیِ ضمیر ہے۔ ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے اور کچھ ضابطہٴ اخلاق ہوتے ہیں۔ جس طرح ہر پیشے میں ضابطہٴ اخلاق ہیں، اسی طرح صحافت کے لئے بھی ضابطہٴ اخلاق ہے اور اسی طرح کوئی بھی طرز حکومت ہو اس کے بھی قانون قاعدے ہیں۔ آزادیِ رائے کا قطعاً یہ مطلب نہیں ہے کہ دوسرے کے جذبات سے کھیلا جائے، اس کو تکلیف پہنچائی جائے۔ اگر یہی آزادی ہے جس پر مغرب کو ناز ہے تو یہ آزادی ترقی کی طرف لے جانے والی نہیں ہے بلکہ یہ تنزل کی طرف لے جانے والی آزادی ہے۔ مغرب بڑی تیزی سے مذہب کو چھوڑ کر آزادی کے نام پر ہر میدان میں اخلاقی قدریں پامال کر رہا ہے اس کو پتہ نہیں ہے کہ کس طرح یہ لوگ اپنی ہلاکت کو دعوت دے رہے ہیں۔ ابھی اٹلی میں ایک وزیر صاحب نے ایک نیا شوشہ چھوڑا ہے کہ یہ بیہودہ اور غلیظ کارٹون ٹی شرٹس پر چھاپ کر پہننے شروع کر دیئے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی کہا ہے میرے سے لو۔ سنا ہے وہاں بچے بھی جا رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا علاج یہی ہے۔ تو ان لوگوں کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ تو ہمیں نہیں پتہ کہ مسلمانوں کا یہ علاج ہے یا نہیں لیکن ان حرکتوں سے وہ خدا کے غضب کو بھڑکانے کا ذریعہ ضرور بن رہے ہیں۔ جو کچھ بیوقوفی میں ہو گیا، وہ تو ہو گیا لیکن اس کو تسلسل سے اور ڈھٹائی کے ساتھ کرتے چلے جانا اور اس پر پھر مصر ہونا کہ ہم جو کر رہے ہیں ٹھیک ہے۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کے غضب کو ضرور بھڑکاتی ہے۔ تو بہر حال جیسا کہ میں نے کہا تھا باقی مسلمانوں کا ردِ عمل تو وہ جانیں، لیکن ایک احمدی مسلمان کا ردِ عمل یہ ہونا چاہئے کہ ان کو سمجھائیں، خدا کے غضب سے ڈرائیں۔ جیسا کہ پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں آ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورت تصویر دنیا کے سامنے پیش کریں اور اپنے قادر و مقتدر خدا کے آگے جھکیں اور اس سے مدد مانگیں۔ اگر یہ لوگ عذاب کی طرف ہی بڑھ رہے ہیں تو وہ خدا جو اپنی اور اپنے پیاروں کی غیرت رکھنے والا ہے، اپنی قہری تجلیات کے ساتھ آنے کی بھی طاقت رکھتا ہے۔ وہ جو سب طاقتوں کا مالک ہے، وہ جو انسان کے بنائے ہوئے قانون کا پابند نہیں ہے، ہر چیز پر قادر ہے، اس کی چٹکی جب چلتی ہے تو پھر انسان کی سوچ اس کا احاطہ نہیں کر سکتی، پھر اس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔

پس احمدیوں کو مغرب کے بعض لوگوں کے یا بعض ملکوں کے یہ رویے دیکھ کر خدا تعالیٰ کے حضور مزید جھکنا چاہئے۔ خدا کے مسیح نے یورپ کو بھی وارننگ دی ہوئی ہے اور امریکہ کو بھی وارننگ دی ہوئی ہے۔ یہ زلزلے، یہ طوفان اور یہ آفتیں جو دنیا میں آرہی ہیں یہ صرف ایشیا کے لئے مخصوص نہیں ہیں۔ امریکہ نے تو اس کی ایک جھلک دیکھ لی ہے۔ پس اے یورپ! تو بھی محفوظ نہیں ہے۔ اس لئے کچھ خوف خدا کرو اور خدا کی غیرت کو نہ لگا رو۔ لیکن ساتھ ہی میں یہ کہتا ہوں کہ مسلمان ممالک یا مسلمان کہلانے والے بھی اپنے

رویے درست کریں۔ ایسے رویے اور ایسے ردعمل ظاہر کریں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن کو دنیا کے سامنے رکھیں، ان کو دکھائیں۔ تو یہ صحیح ردعمل ہے جو ایک مومن کا ہونا چاہئے۔

اب آجکل جو بعض حرکتیں ہو رہی ہیں یہ کون سا اسلامی ردعمل ہے کہ اپنے ہی ملک کے لوگوں کو مار دیا، اپنی ہی جائیدادوں کو آگ لگا دی۔ اسلام تو غیر قوموں کی دشمنی میں بھی عدل کو، انصاف کو ہاتھ سے چھوڑنے کی اجازت نہیں دیتا، عقل سے چلنے کا حکم دیتا ہے، کجا یہ کہ پچھلے دنوں میں جو پاکستان میں ہوایا دوسرے اسلامی ملکوں میں ہو رہا ہے۔ بہر حال ان اسلامی ممالک میں چاہے وہ غیر ملکیوں کے کاروبار کو یا سفارتخانوں کو نقصان پہنچانے کے عمل ہیں یا اپنے ہی لوگوں کو نقصان پہنچانے کے عمل ہیں یہ سوائے اسلام کو بدنام کرنے کے اور کچھ نہیں۔ پس مسلمانوں کو چاہئے، مسلمان عوام کو چاہئے کہ ان غلط فہمی کے علماء اور لیڈروں کے پیچھے چلنے کی بجائے، ان کے پیچھے چل کر اپنی دنیا و آخرت خراب کرنے کی بجائے، عقل سے کام لیں۔ آج مسلمانوں کی بلکہ تمام دنیا کی صحیح سمت کا تعین کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو بھیجا ہے۔ اس کو پچھانیں، اس کے پیچھے چلیں اور دنیا کی اصلاح اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں گاڑنے کے لئے اس مسیح و مہدی کی جماعت میں شامل ہوں کہ اب کوئی دوسرا طریق، کوئی دوسرا ہرہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلنے اور چلانے والا نہیں بنا سکتا۔ اسلام کی شان و شوکت کو بحال کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس کو مسیح و مہدی کی جماعت نے ہی قائم کرنا ہے اور کروانا ہے انشاء اللہ۔

پس اس پر ہر ایک کو، مسلمان کہلانے والوں کو بھی غور کرنا چاہئے۔ اور ہمیں بھی ان کو سمجھانا چاہئے اور نام نہاد علماء کی ان بحثوں میں نہیں پڑنا چاہئے کہ جو آنے والا مسیح تھا ابھی نہیں آیا، یا اس نے تو فلاں جگہ اترنا ہے یعنی مہدی نے فلاں جگہ آنا ہے۔ دراصل جس طرح یہ نظریہ پیش کیا جاتا ہے یہ ایک حدیث کونہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ اس روایت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح پیش فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

”اگر یہ کہا جائے کہ احادیث صاف اور صریح لفظوں میں بتلا رہی ہیں کہ مسیح ابن مریم آسمان سے اترے گا اور دمشق کے منارہ شرقی کے پاس اس کا اترنا ہوگا اور دوفرشتوں کے کندھوں پر اس کے ہاتھ ہوں گے تو اس مَصْرَّح اور واضح بیان سے کیوں کرا کر کیا جائے؟“۔ یعنی یہ لوگ کہتے ہیں کہ جو صاف صاف

اور کھلا کھلا بیان ہے اس سے کس طرح انکار کیا جاسکتا ہے، یہ لوگ کہتے ہیں۔

تو اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ:

”اس کا جواب یہ ہے کہ آسمان سے اترنا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ سچ مچ خاکی وجود آسمان سے اترے بلکہ صحیح حدیثوں میں تو آسمان کا لفظ بھی نہیں ہے۔ اور یوں تو نزول کا لفظ عام ہے۔ جو شخص ایک جگہ سے چل کر دوسری جگہ ٹھہرتا ہے اس کو بھی یہی کہتے ہیں کہ اس جگہ اترا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں جگہ لشکر اترتا ہے یا ڈیرا اترتا ہے کیا اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ لشکر یا وہ ڈیرا آسمان سے اترتا ہے۔ ماسوائے اس کے خدائے تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں صاف فرما دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آسمان سے ہی اترے ہیں۔ بلکہ ایک جگہ فرمایا ہے کہ لوہا بھی ہم نے آسمان سے اتارا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ یہ آسمان سے اترنا اس صورت اور رنگ کا نہیں ہے جس صورت پر لوگ خیال کر رہے ہیں۔“

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 132-133)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ حدیثیں اس کی وضاحت سے بھری پڑی ہیں۔ تو لوگ خود تو اتنا علم نہیں رکھتے اور علماء غلط رہنمائی کرتے ہیں۔ آپ نے اس سے آگے فرمایا اس لئے یہودیوں نے بھی غلطی کھائی تھی اور حضرت عیسیٰ کو قبول نہیں کیا تھا۔ تو بہر حال یہ ساری لمبی باتیں اور تفصیلیں ہیں، خطبے میں تو بیان نہیں ہو سکتیں۔ اب جس طرح حالات بدل رہے ہیں، احمدیوں کو بھی چاہئے کہ ان باتوں کو کھول کر اپنے ماحول میں بیان کریں تاکہ جس حد تک اور جتنی سعید روحوں بچ سکتی ہیں بچ جائیں، جو شرفاء بچ سکتے ہیں بچ جائیں۔ احمدی اپنے اپنے حلقے میں کھل کر ہر مذہب والے کو سمجھائیں کہ ہر مذہب کی تعلیم کے مطابق جس نے آنا تھا وہ آچکا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”اب میں وہ حدیث جو ابوداؤد نے اپنی صحیح میں لکھی ہے ناظرین کے سامنے پیش کر کے اس کے مصداق کی طرف ان کو توجہ دلاتا ہوں۔ سو واضح ہو کہ یہ پیشگوئی جو ابوداؤد کی صحیح میں درج ہے کہ ایک شخص حارث نام یعنی حراث ماوراء النہر سے یعنی سمرقند سے نکلے گا جو آل رسول کو تقویت دے گا۔ جس کی امداد اور نصرت ہر ایک مومن پر واجب ہوگی، الہامی طور پر مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ پیشگوئی اور مسیح کے آنے کی پیشگوئی جو مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہوگا دراصل یہ دونوں پیشگوئیاں متحد المضمون ہیں اور دونوں کا مصداق یہی عاجز ہے۔ مسیح کے نام پر جو پیشگوئی ہے اس کی علامات خاصہ درحقیقت دوہی ہیں۔“

ایک یہ کہ جب وہ مسیح آئے گا تو مسلمانوں کی اندرونی حالت کو جو اس وقت بغایت درجہ بگڑی ہوئی ہوگی اپنی صحیح تعلیم سے درست کر دے گا۔

اس بارے میں شروع کے خطبوں میں بھی ذکر ہو چکا ہے۔ خود یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی حالت بگڑی ہوئی ہے۔ اور کسی مصلح کو چاہتی ہے۔

تو فرمایا کہ: ”اپنی صحیح تعلیم سے درست کر دے گا اور ان کے روحانی افلاس اور باطنی ناداری کو بکلی دور فرما کر جو اہرات علوم و حقائق و معارف ان کے سامنے رکھ دے گا۔“ یعنی یہ خزانے ہیں اور وہ ان کے سامنے روحانی علم کی وضاحت کرے گا۔

پھر فرمایا: ”یہاں تک کہ وہ لوگ اس دولت کو لیتے لیتے تھک جائیں گے اور ان میں سے کوئی طالب حق روحانی طور پر مفلس اور نادار نہیں رہے گا بلکہ جس قدر سچائی کے بھوکے اور پیاسے ہیں ان کو بکثرت طیب غذا صداقت کی اور شربت شیریں معرفت کا پلایا جائے گا۔“ یعنی یہ پاکیزہ غذا جو سچائی کی ہے وہ ان کو ملے گی، صحیح اسلام کی تعلیم ان کو ملے گی، مسیح موعود کے ذریعہ سے ہی اور یہ جو معرفت کا میٹھا شربت ہے یہ ان کو پلایا جائے گا۔ اگر یہ معرفت کا شربت پینے والے ہوتے تو غیر تعمیری قسم کا بلکہ تباہی پھیرنے والا رد عمل جو ان سے ظاہر ہوا ہے اس کی بجائے یہ ایک تعمیری رد عمل دکھاتے اور خدا کے آگے جھکنے والے ہوتے۔

فرمایا: ”اور علوم حقہ کے موتیوں سے ان کی جھولیاں پر کر دی جائیں گی۔“ اسلام کا جو صحیح علم ہے وہ تو ایک بڑا قیمتی خزانہ ہے، موتیوں کی طرح ہے، اس سے ان کی جھولیاں پر کرے گا۔ ”اور جو مغز اور لب لباب قرآن شریف کا ہے اس عطر کے بھرے ہوئے شیشے ان کو دیئے جائیں گے۔“ یہ جو قرآن کریم کی خوشبو ہے یہ ان کو ملے گی۔

پھر فرمایا کہ ”دوسری علامت خاصہ یہ ہے کہ جب وہ مسیح موعود آئے گا تو صلیب کو توڑے گا اور خنزیروں کو قتل کرے گا اور دجال ایک چشم کو قتل کر ڈالے گا اور جس کافر تک اس کے دم کی ہوا پنچے گی وہ فی الفور مر جائے گا۔ سوا اس علامت کی اصل حقیقت جو روحانی طور پر مراد رکھی گئی ہے یہ ہے کہ مسیح دنیا میں آ کر صلیبی زمین کی شان و شوکت کو اپنے پیروں کے نیچے کچل ڈالے گا۔ اور ان لوگوں کو جن میں خنزیروں کی بے حیائی، خوکوں کی بے شرمی، یعنی سوروں کی بے شرمی وہ بھی ایک جانور ہی ہے اور نجاست خوری ہے ان پر دلائل قاطعہ کا ہتھیار چلا کر ان سب کا کام تمام کرے گا۔ اور وہ لوگ جو صرف دنیا کی آنکھ رکھتے ہیں مگر دین کی آنکھ بکلی ندارد۔ بلکہ ایک بدنما ٹینٹ اس میں نکلا ہوا ہے، (یعنی آنکھ پر پھوڑا سا بنا ہوا ہے) ان کو بین جنتوں کی سیف قاطعہ سے، ایسی دلیلیوں کی تلوار سے جو کاٹنے والی ہے ملزم کر کے ان کی منکرانہ

ہستی کا خاتمہ کر دے گا۔ تو یہ دلائل ہیں جن سے کاٹنا ہے تاکہ ان کے جو جھوٹے دعوے اور وجود ہیں ان کو ختم کر سکے۔ اور نہ صرف ایسے ایک چشم لوگ بلکہ ہر ایک کافر جو دین محمدی کو بنظر استحقار دیکھتا ہے۔ جو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو تحقیر کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ”مسیحی دلائل کے جلالی دم سے روحانی طور پر مارا جائے گا۔“ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آ کر دلیلوں سے اس کو ماریں گے۔ ”غرض یہ سب عبارتیں استعارہ کے طور پر واقع ہیں جو اس عاجز پر بخوبی کھولی گئی ہیں۔ اب چاہے کوئی اس کو سمجھے یا نہ سمجھے لیکن آخر کچھ مدت اور انتظار کر کے اور اپنی بے بنیاد امیدوں سے یاس کلی کی حالت میں ہو کر ایک دن سب لوگ اس طرف رجوع کریں گے۔

(ازالہ اوہام حصہ اول، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 141-143 حاشیہ)

**پس آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عیسائیوں کو چیلنج کیا ہے۔ عیسائیت جس تیزی سے پھیل رہی تھی یہ آپ ہی ہیں جنہوں نے اس کو روکا ہے۔ ہندوستان میں اس زمانے میں ہزاروں لاکھوں مسلمان عیسائی ہو رہے تھے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی تھے جنہوں نے اس حملے کو نہ صرف روکا بلکہ اسلام کی ساکھ دوبارہ قائم کی۔ پھر افریقہ میں جماعت احمدیہ نے عیسائیت کی یلغار کو روکا۔ اسلام کی خوبصورت تصویر دکھائی، ہزاروں لاکھوں عیسائیوں کو احمدی مسلمان بنایا۔ تو یہ تھے مسیح کے کارنامے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دکھائے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج تک آپ کی دی ہوئی تعلیم اور دلائل کے ساتھ جماعت احمدیہ دلوں کو جیتتے ہوئے منزلیں طے کر رہی ہے اور انشاء اللہ کرتی چلی جائے گی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ ایک دن یہ لوگ مایوس ہو کر رجوع کریں گے۔**

تو یہ ہے وضاحت اس بات کی کہ کس طرح ان لوگوں کے دجل اور فریب کو ختم کرنا ہے۔ یہ ہے خنزیر کو قتل کرنے اور صلیبوں کو توڑنے کا مطلب اور دجال سے مقابلے کا مطلب، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے۔ آج بھی جیسا کہ میں نے کہا جماعت احمدیہ ہی ہے جو ہر جگہ عیسائیت کا مقابلہ کر رہی ہے۔ گزشتہ دنوں ٹی وی پر ایک پروگرام آ رہا تھا شاید جیویا یا ARY پر، یا اسی قسم کے کسی ٹی وی پر جو ایشیا سے آتے ہیں تو اس میں ایک علامہ ڈاکٹر اسرار صاحب یہ فرما رہے تھے کہ کیونکہ مسلمان علماء جاہل تھے اور دینی علم بالکل نہیں تھا۔ نہ قرآن کا علم تھا، نہ بائبل کا علم تھا اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ایک علمی آدمی تھے، بائبل کا علم بھی رکھتے تھے، دوسرے مذاہب کا علم بھی رکھتے تھے۔ اس وجہ سے انہوں نے اس وقت عیسائیوں کا مقابلہ کیا اور ان کا منہ بند کر دیا۔ ان کے الفاظ کا مفہوم کچھ اس قسم کا تھا۔ تو بہر حال یہ تو انہوں نے تسلیم کر لیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی (جیسا کہ خود آپ نے

فرمایا) دلائل قاطعہ کے ذریعہ سے، مضبوط دلائل کے ذریعہ سے ان کو رد کیا وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی ہیں جنہوں نے اس وقت عیسائیت کے حملے روکے اور مسلمانوں کو عیسائی ہونے سے بچایا۔ آگے وہ اپنی اوٹ پٹانگ مختلف وضاحتیں کر رہے ہیں، مختلف وضاحتیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بھی کچھ بولے کہ مسیح نہیں ہو سکتے۔ بہر حال یہ تو آج تک مانا جاتا ہے کہ اگر عیسائیت کے مقابلے پر کوئی کھڑا ہوا اور اس کی تعلیم کو دلائل سے رد کیا تو وہ ایک ہی پہلو ان تھا جس کا نام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

پس چاہے یہ لوگ آج تسلیم کریں یا نہ کریں لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ایک دن ان کو ماننا پڑے گا کہ یہ مسیحی دلائل ہی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیئے اور جنہوں نے دجال کا خاتمہ کیا اور آپ ہی مسیح موعود ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا غلط اور ظاہری مطلب لینے کی وجہ سے مسلمان ابھی تک مسیح کا انتظار کر رہے ہیں کہ مسیح ابن مریم آسمان سے فرشتوں کے کندھے پر ہاتھ رکھ کے اترے گا، اس کو مزید کھولتے ہوئے کہ ان کا یہ مطلب غلط ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدیث ہی سے وضاحت فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

”مجملاً ان دلائل کے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں جو آنے والے مسیح جس کا اس امت کے لئے وعدہ دیا گیا ہے وہ اسی امت میں سے ایک شخص ہوگا بخاری اور مسلم کی وہ حدیث ہے جس میں اَمَّا مَنكُمْ مِّنْكُمْ اور اَمَّا مَنكُمْ مِّنْكُمْ لکھا ہے جس کے یہ معنی ہیں وہ تمہارا امام ہوگا اور تم ہی میں سے ہوگا۔ چونکہ یہ حدیث آنے والے عیسیٰ کی نسبت ہے اور اسی کی تعریف میں اس حدیث میں حَكَمٌ اور عَدَلٌ کا لفظ بطور صفت موجود ہے جو اس فقرہ سے پہلے ہے اس لئے امام کا لفظ اسی کے حق میں ہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اس جگہ مَنكُمْ کے لفظ سے صحابہ کو خطاب کیا گیا ہے۔ اور وہ وہی مخاطب تھے لیکن ظاہر ہے کہ ان میں سے تو کسی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اس لئے مَنكُمْ کے لفظ سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو خدا تعالیٰ کے علم میں قائم مقام صحابہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ صحابہ کا قائم مقام ہے۔ ان کی جگہ پر ہے۔“ اور وہ وہی ہے جس کو اس آیت مفصلہ ذیل میں قائم مقام صحابہ کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ ﴿وَالْآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ﴾ (سورۃ الجمعہ 4)۔ کیونکہ اس آیت نے ظاہر کیا ہے کہ وہ رسول کریم کی روحانیت سے تربیت یافتہ ہے۔ اور اسی معنی کی رو سے صحابہ میں داخل ہے اور اس آیت کی تشریح میں حدیث ہے لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ مُعَلَّقًا بِالْثَرِيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسٍ۔ اور چونکہ اس فارسی شخص کی طرف وہ صفت منسوب کی گئی ہے



ہے یہ موقوف ہو چکا ہے۔ ہاں اگر جہاد کرنا ہے تو دلائل سے کرو، براہین سے کرو۔ اب مسلمانوں کی اسلام کے نام پر لڑی جانے والی جنگوں کے نتائج تو جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت کے مطابق مسلمانوں کے خلاف ہیں اور ہر آنکھ رکھنے والے کو نظر آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا تو وعدہ ہے کہ میں مومن کی مدد کرتا ہوں اگر مومن ہو تو۔ تو دو ہی باتیں ہیں یا یہ کہ یہ مسلمان مومن نہیں ہیں۔ یا یہ جنگوں کا وقت غلط ہے اور زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ لیکن یاد رکھیں ان لوگوں میں یہ دونوں باتیں ہی ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ مان کر پھر مومن تو نہیں رہ سکتے۔ اور مسیح اور مہدی کے دعوے کے بعد، اس کی بات نہ مان کر اللہ تعالیٰ کی مدد کے حقدار نہیں ٹھہر سکتے۔ پس اس زمانے میں مسیح و مہدی کا جو دعویٰ کرنے والا ہے وہ یقیناً سچا ہے۔

پھر آپ نے اپنی اس سچائی کے لئے بہت بڑا دعویٰ کیا ہے، ایسا دعویٰ کیا ہے جو کوئی جھوٹا نہیں کر سکتا۔ آپ فرماتے ہیں کہ: ”میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اسی نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں جن میں سے بطور نمونہ کسی قدر اس کتاب میں بھی لکھے گئے ہیں۔“ (تمتہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 503)

فرمایا کہ: ”اگر اس کے معجزانہ افعال اور کھلے کھلے نشان جو ہزاروں تک پہنچ گئے ہیں میرے صدق پر گواہی نہ دیتے تو میں اس کے مکالمہ کو کسی پر ظاہر نہ کرتا اور نہ یقیناً کہہ سکتا کہ یہ اس کا کلام ہے۔ پر اس نے اپنے اقوال کی تائید میں وہ افعال دکھائے جنہوں نے اس کا چہرہ دکھانے کے لئے ایک صاف اور روشن آئینہ کا کام کر دیا۔“

(تمتہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 503)

جو اللہ تعالیٰ کے نام کا دعویٰ کرتا ہے اگر اس کا دعویٰ سچا نہ ہو تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیا سلوک کرتا ہے۔ خود ہی دیکھ لیں اللہ جھوٹے نبی کے متعلق فرماتا ہے ﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ﴾ (الحاقة: 45-46) اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اس کو ضرور دابھنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور پھر فرمایا ﴿ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ﴾ (الحاقة: 47) پھر ہم یقیناً اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔

اب کوئی بتائے کہ کیا اس دعوے کے بعد جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا کہ میں نبی ہوں اور مجھے تمام تائیدات حاصل ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رگ جان کاٹی

ہے یا اس وعدے کے مطابق کہ ﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الروم: 48) اور ہم نے مومنوں کی مدد کرنا اپنے پر فرض ٹھہرا لیا ہے، مدد کی ہے اور جماعت کی مدد کرتا چلا جا رہا ہے۔ ایک آواز جو ایک چھوٹی سی بستی سے اٹھی تھی آج پوری شان کے ساتھ دنیا کے کونے کونے میں پھیلی ہوئی ہے۔ آج 181 ممالک میں جماعت احمدیہ قائم ہے۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والے یورپ میں بھی، امریکہ میں بھی اور افریقہ کے دور دراز جنگلوں میں بھی اور تپتے ہوئے صحراؤں میں بھی اور جزائر میں بھی موجود ہیں۔ تو کیا یہ تمام تائیدات الہی آپ کی صداقت پر یقین کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں۔ اگر یہ شخص جھوٹا ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے قانون کے مطابق اس کی پکڑ کیوں نہیں کی۔ کیوں اپنی طرف الہامات منسوب کرنے کی وجہ سے اسے تباہ و برباد نہ کر دیا۔ پس سوچنے کا مقام ہے۔ سوچو اور عقل سے کام لو۔ مسلمانوں کو میں یہ کہتا ہوں، کیوں اپنی دنیا و آخرت خراب کر رہے ہو۔ ایک جھوٹے کا حال تو یہ ہے کہ پچھلے دنوں پاکستان میں کسی نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تو تھوڑی سی آپس میں فائرنگ کے بعد انہوں نے اس کو گرفتار کر لیا اور اب جیل میں ڈالا ہوا ہے۔ تو یہ انجام تو فوراً ان کے سامنے آ گیا۔ اس سے پہلے بھی کئی ہو چکے ہیں۔

بہر حال، پھر آپ کی صداقت کی ایک آسمانی شہادت بھی ہے جس کا پہلے بھی میں نے ذکر کیا تھا۔ یعنی چاند اور سورج کا گرہن لگنا۔ یہ ایک ایسا نشان ہے جس میں کسی انسانی کوشش کا عمل دخل نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے 1400 سال پہلے جس طرح معین رنگ میں پیشگوئی کی تھی اور ہمیں بتایا تھا اس طرح معین طور پر اس زمانے میں بھی جبکہ سائنس نے ترقی کر لی ہے اتنے رستے بلکہ قریب کے رستے کی بھی پیشگوئی نہیں کی جاسکتی کہ رمضان کا مہینہ ہوگا فلاں تاریخ کو سورج کو گرہن لگے گا اور فلاں تاریخ کو چاند کو گرہن لگے گا۔ حدیث میں آتا ہے۔ 'إِنَّ لِمَهْدِينَا آيَاتِينَ لَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ. يَنْكَسِفُ الْقَمَرَ لَا وَّلَ لَيْلَةٍ مِّنْ رَّمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ'

(سنن دارقطنی کتاب العیدین باب صفة صلوة الخسوف والكسوف وهیتھما صفحہ 51 جلد 1 جزء ثانی حدیث: 1777)

یعنی ہمارے مہدی کی صداقت کے لئے دو ہی نشان ہیں اور یہ صداقت کے دونوں نشان کسی کے لئے جب سے دنیا بنی ہے کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔ رمضان میں چاند گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات چاند کو اور سورج گرہن کے دنوں میں سے درمیانے دن سورج کو گرہن لگے گا۔

چنانچہ یہ گرہن 1894ء میں لگا اور 13-14-15 تاریخوں میں سے 13 تاریخ کو رمضان کے مہینے میں

چاند کو گرہن لگا۔ 27-28-29 تاریخوں میں سے 28 تاریخ کو رمضان میں سورج کو گرہن لگا۔ یہ آپ کی صداقت کی بڑی واضح دلیل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میرے علاوہ اس وقت دعویٰ بھی کسی کا نہیں تھا۔ بعض مولوی، قمر وغیرہ کی بحث میں پڑتے ہیں تو قمر تو بعض کے نزدیک دوسری رات کے بعد کا چاند اور بعض کے نزدیک تیسری رات کے بعد کا چاند کہلاتا ہے۔ اب کوئی دکھائے کہ کیا تائید کے اس نشان سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کوئی دعویٰ موجود تھا۔ اگر دعویٰ ہے تو صرف ایک شخص کا ہے جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑا واضح فرمایا ہے کہ بے شمار علامتیں پوری ہو رہی ہیں۔ اگر میں نہیں تو کوئی دوسرا آیا ہوا ہے تو دکھاؤ۔ کیونکہ وقت بہر حال تقاضا کر رہا ہے۔ لیکن یہ لوگ دکھا تو نہیں سکتے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سچے دعوے دار ہیں کیونکہ زمینی اور آسمانی تائیدات آپ کے حق میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا معیار نبوت آپ کی تائید کر رہا ہے۔ خود کچھ لوگ ماضی میں بھی تسلیم کر چکے ہیں کہ آپ پاک صاف شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کا ماضی بھی پاک تھا، آپ کی جوانی بھی پاک تھی۔ علمی بھی تھی اور اسلام کی خدمت بھی آپ سے زیادہ کسی نے نہیں کی۔ یہ غیروں نے بھی تسلیم کیا۔ پھر سب کچھ دیکھنے کے بعد بھی اگر عقل پہ پردے پڑے ہوئے ہیں تو ان کا اللہ ہی حافظ ہے۔ کیونکہ کسی کو ماننے کی توفیق بھی اللہ کے فضل سے ہی ملتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”اب بتلاویں اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر کون آیا جس نے اس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا کہ اس عاجز نے کیا کوئی الہامی دعویٰ کے ساتھ تمام مخالفوں کے مقابل پر ایسا کھڑا ہوا جیسا کہ یہ عاجز کھڑا ہوا۔ تَفَكَّرُوا وَتَنَدَّمُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تَغْلُوا“ یعنی غور کرو، کچھ شرم کرو، اللہ سے ڈرو کیوں بے حیائیوں میں آگے بڑھ رہے ہو۔“ اور اگر یہ عاجز مسیح موعود ہونے کے دعویٰ میں غلطی پر ہے تو آپ لوگ کچھ کوشش کریں کہ مسیح موعود جو آپ کے خیال میں ہے انہیں دنوں میں آسمان سے اتر آئے کیونکہ میں تو اس وقت موجود ہوں، مگر جس کے انتظار میں آپ لوگ ہیں وہ موجود نہیں اور میرے دعویٰ کا ٹوٹنا صرف اسی صورت میں متصور ہے کہ اب وہ آسمان سے اتر ہی آوے تا میں ملزم ٹھہر سکوں۔“ یہ اس وقت آپ نے ساروں کو چیلنج دیا تھا۔ ”آپ لوگ اگر سچ پر ہیں تو سب مل کر دعا کریں کہ مسیح ابن مریم جلد آسمان سے اترتے دکھائی دیں۔ اگر آپ حق پر ہیں تو یہ دعا قبول ہو جائے گی کیونکہ اہل حق کی دعا مطلقین کے مقابل پر قبول ہو جایا کرتی ہے۔“ یعنی جو سچے ہوں اس کی دعا جھوٹے کے مقابل

پر قبول ہو جایا کرتی ہے۔ ”لیکن آپ یقیناً سمجھیں کہ یہ دعا ہرگز قبول نہیں ہوگی کیونکہ آپ غلطی پر ہیں۔ مسیح تو آچکا لیکن آپ نے اس کو شناخت نہیں کیا۔ اب یہ امید موم آپ کی ہرگز پوری نہیں ہوگی۔ یہ زمانہ گزر جائے گا اور کوئی ان میں سے مسیح کو اترتے نہیں دیکھے گا۔“

(ازالہ اوہام حصہ اول۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 179)

پھر آپ نے فرمایا: ”اسی لئے میں کہتا ہوں کہ یہ لوگ دین اور سچائی کے دشمن ہیں۔ اگر اب بھی ان لوگوں کی کوئی جماعت دلوں کو درست کر کے میرے پاس آوے تو میں اب بھی اس بات کے لئے حاضر ہوں کہ ان کے لغو اور بیہودہ شبہات کا جواب دوں اور ان کو دکھلاؤں کہ کس قدر خدا نے ایک فوج کثیر کی طرح میری شہادت میں پیشگوئیاں مہیا کر رکھی ہیں جو ایسے طور سے ان کی سچائی ظاہر ہوئی ہے جیسا کہ دن چڑھ جاتا ہے۔“

اب جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا اگر کوئی آنا چاہے تو سو سال کے بعد آج بھی دلوں کو درست کر کے آنے والی شرط قائم ہے۔ اور جو آتے ہیں وہ حق کو پا بھی لیتے ہیں۔

فرمایا کہ: ”یہ نادان مولوی اگر اپنی آنکھیں دیدہ و دانستہ بند کرتے ہیں تو کریں۔ سچائی کو ان سے کیا نقصان؟ لیکن وہ زمانہ آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ بہتیرے فرعون طبع ان پیشگوئیوں پر غور کرنے سے غرق ہونے سے بچ جائیں گے۔ خدا فرماتا ہے کہ میں حملہ پر حملہ کروں گا یہاں تک کہ میں تیری سچائی دلوں میں بٹھا دوں گا۔“

فرمایا کہ: ”پس اے مولویو! اگر تمہیں خدا سے لڑنے کی طاقت ہے تو لڑو۔ مجھ سے پہلے غریب انسان مریم کے بیٹے سے یہودیوں نے کیا کچھ نہ کیا اور کس طرح اپنے گمان میں اس کو سولی دے دی۔ مگر خدا نے اس کو سولی کی موت سے بچایا اور یا تو وہ زمانہ تھا کہ اس کو صرف ایک مگرا اور کڈا بخیال کیا جاتا تھا۔ اور یا وہ وقت آیا کہ اس قدر اس کی عظمت دلوں میں پیدا ہو گئی کہ اب چالیس کروڑ انسان اس کو خدا کر کے مانتا ہے۔ اگرچہ ان لوگوں نے کفر کیا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا مگر یہ یہودیوں کا جواب ہے۔“ یعنی یہ اللہ کی طرف سے یہودیوں کو جواب دیا گیا ہے کہ ”جس شخص کو وہ لوگ ایک جھوٹے کی طرح پیروں کے نیچے کچل دینا چاہتے تھے وہی یسوع مریم کا بیٹا اس عظمت کو پہنچا کہ اب چالیس کروڑ انسان اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور بادشاہوں کی گردنیں اس کے نام کے آگے جھکتی ہیں۔ سو میں نے اگرچہ یہ دعا کی ہے کہ یسوع ابن مریم کی طرح شرک کی ترقی کا میں ذریعہ نہ ٹھہرایا جاؤں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ایسا ہی کرے گا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو

غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور اللہ کے فضل سے دنیا کے ہر ملک میں یہ سچائی ظاہر ہو رہی ہے اور ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ”اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا۔ اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔“

فرمایا: ”سوائے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔ میں اپنے نفس میں کوئی نیکی نہیں دیکھتا اور میں نے وہ کام نہیں کیا جو مجھے کرنا چاہئے تھا۔ اور میں اپنے تئیں صرف ایک نالائق مزدور سمجھتا ہوں۔ یہ محض خدا کا فضل ہے جو میرے شامل حال ہوا۔ پس اُس خدائے قادر اور کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس مشیت خاک کو اس نے باوجود ان تمام بے ہنریوں کے قبول کیا۔“

(تجلیات الہیہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 408-410)

پس یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ ہے یا پیشگوئی ہے اور ہم ہر روز اس کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ لیکن ہر مذہب و قوم کے لئے بھی یہ غور کا مقام ہے۔ مسیح موعود کی جماعت اللہ تعالیٰ کے ان سے کئے گئے وعدہ کے مطابق ترقی کرتی چلی جا رہی ہے اور جیسا کہ میں نے کہا ہر روز ہم ترقی کو دیکھتے ہیں۔ پس مسلمان بھی غور کریں (جو احمدیوں کے علاوہ مسلمان ہیں) کہ مسیح و مہدی جو آنے کو تھا وہ آچکا ہے۔ اور اس کی صداقت کے لئے قرآن و حدیث میں بے شمار ثبوت موجود ہیں۔ قرآن سے بھی اور حدیث سے بھی مل جاتے ہیں۔ جن میں سے ایک دو کامیں نے ذکر بھی کیا ہے۔ زمانہ کی حالت بھی اس کو پکار رہی ہے۔ اب کس انتظار میں بیٹھے ہو۔ کچھ تو اے لوگ سوچو۔ عیسائیوں کے لئے بھی جس مسیح نے دوبارہ آنا تھا آ گیا ہے۔ اور باقی مذاہب والوں کو بھی ایک ہاتھ پراکٹھا کرنے کے لئے جس نے آنا تھا وہ آ گیا ہے۔ اب اگر ایک دوسرے کے جذبات کا احترام سکھانا ہے تو اسی مسیح و مہدی نے سکھانا ہے۔ اب اگر تمام مذاہب کے انبیاء کا احترام سکھانا ہے تو اسی مسیح موعود نے سکھانا ہے۔ اب اگر دنیا میں امن اور پیار اور محبت پھیلانی ہے تو اسی مسیح موعود نے پھیلانی ہے۔ اب اگر انسانیت کو دکھوں اور تکلیفوں سے نجات دلانی ہے تو اسی مسیح موعود و مہدی موعود نے دلانی ہے۔ اب اگر اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والے راستے

دکھانے ہیں اور بندے کو خدا تعالیٰ کے حضور جھکنے کے طریق بتانے ہیں تو اسی مسیح و مہدی نے بتانے ہیں۔ پس اگر دنیا ان تمام باتوں کا حصول چاہتی ہے۔ تو تمام نبیوں کی پیشگوئیوں کے مطابق آنے والے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق اور مسیح و مہدی کی تعلیم پر عمل کرنے والے بن جائیں۔ ورنہ ہمیں تو اللہ تعالیٰ کی قہری تجلی کے سائے منڈلاتے نظر آ رہے ہیں جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا سے خبر پا کر ہمیں بتا چکے ہیں۔ پس آپ جو احمدی ہیں ان سے بھی میں یہ کہوں گا کہ ہر احمدی اپنی اصلاح کی طرف بھی توجہ کرے۔ اور اپنی اصلاح کے ساتھ دنیا کو بھی اس انداز سے آگاہ کرے۔ اللہ تعالیٰ ان دنیا داروں پر رحم کرے اور ان کو حقیقت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔